

## ”متاعِ آسمانی“

## (خلافت علی منہاج النبوة)

(تقریر نمبر 5)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيَسَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ - وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاتَّبِعُوا الرِّسَالَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(النور: 56-57)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!  
اٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام بعنوان ”مرزا بشیر احمد، مرزا شریف احمد اور مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین“ میں سے ایک شعر ہے جو میں نے تقریر کے آغاز میں پڑھا ہے۔ اس میں الفاظ ”متاعِ آسمانی“ پر گفتگو جاری ہے اور ان الفاظ کے تحت یہ پانچویں تقریر ہے۔ جس میں خاکسار کو خلافت کو متاعِ آسمانی ثابت کرنا ہے۔ خلافت کے معنی جانشینی کے ہیں اور خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ فرماتے ہیں کہ

”خلیفہ کے معنی ہوتے ہیں جو حاکم کا قائم مقام ہو“

(تفسیر صغیر)

علامہ ابن تاثیر لکھتے ہیں کہ

”خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کر دے“

(النهاية جلد اول صفحہ 315)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 384)

اللہ تعالیٰ نے لفظ ”خليفة“ کو قرآن کریم میں دو معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اول تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے اور راسخ کرنے کے لیے انبیاء کو خلیفہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا (البقرہ: 31) نیز حضرت داؤدؑ کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مقرر کیا (ص: 27)۔ اس معنوں کے اعتبار سے یہ خلافت براہ راست ”متماع آسمانی“ ہے۔ اس کے علاوہ دوسری خلافت انبیاء کی جانشینی کی ہے۔ جو عارضی بھی ہو سکتی ہے اور مستقل بھی۔ عارضی خلافت میں حضرت موسیٰؑ کی مثال دی جاسکتی ہے جب آپؑ نے حضرت ہارونؑ کو اپنی غیر حاضری میں اپنا جانشین مقرر فرمایا (الاعراف: 143)۔ اسی ضمن میں جو مستقل خلافت ہے اُسے خلافت علی منہاج النبوة کا نام دیا جاسکتا ہے یعنی ایسی جانشینی جو نبوت کے رستہ پر استوار ہو یعنی نبی کی وفات کے بعد اُس کی جانشینی میں خلافت قائم ہو۔ جیسے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی، پھر پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو ظلی نبوت عطا ہوئی اس کے بعد بھی خلافت علی منہاج النبوة جاری ہوئی جو بہت کامیابی کے ساتھ جاری و ساری ہے اور اس مبارک خلافت کے پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور میں اسلام احمدیت فتوحات اور ترقیات پارہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اُسے اٹھائے گا اور خلافت علی منہاج النبوة قائم ہوگی، پھر اللہ جب چاہے گا اس نعمت کو اٹھائے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جابر بادشاہت آئے گی اللہ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کا دور بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوة قائم ہوگی۔ یہ فرما کر حضورؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

اس حدیث یا پیشگوئی پر غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو متماع آسمانی یعنی دو خلافتوں کا ذکر فرمایا ہے اور دونوں کو خلافت علی منہاج النبوة قرار دیا ہے۔ ایک خلافت اپنے بعد اور دوسری خلافت آخری زمانہ میں آنے والے نبی اللہ مسیح اور مہدی کے بعد جو اب بفضل اللہ تعالیٰ جاری و ساری ہے۔ جو قیامت تک جاری رہے گی۔ حضورؐ اس خلافت کا ذکر فرما کر خاموش ہو گئے جس سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ یہ تا قیامت جاری رہے گی۔ ایک حدیث میں اپنے بعد کی خلافت کا دور 30 سال بیان فرمایا (حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 642)۔ انبیاء اپنے بعد خلافت کے قیام کے لیے بہت پُر امید ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ کچھ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع تھے کہ حضورؐ نے حاضرین سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہو تو سنائے۔ ایک شخص نے اپنا خواب یوں سنایا کہ ترازو آسمان سے لٹک رہا ہے جس میں آپؐ کا وزن حضرت ابو بکرؓ سے کیا گیا تو حضورؐ کا پلڑا جھک گیا یعنی بھاری نکلا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کا وزن حضرت عمرؓ سے کیا گیا تو حضرت ابو بکرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کا وزن حضرت عثمانؓ سے کیا گیا۔ جس میں حضرت عمرؓ کا پلڑا بھاری رہا۔ پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ جس کی تعبیر حضورؐ نے یہ فرمائی کہ ”خلافت نبوت کی طرف اشارہ ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا“ (حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 637)۔ جہاں تک جماعت احمدیہ میں خلفاء کا تعلق ہے۔ ان کی تائید میں وہ حدیث سامنے رہنی چاہیے جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا:

”كَوْكَانَ الْإِسْبَانُ مُعَلَّقًا بِالْثَرِيَّا لَنَّا لَهُ رَجُلٌ أَوْ رَجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ“

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

کہ اہل فارس میں سے ایک شخص یا کچھ لوگ (ابنائے فارس) ایمان کو ثریا سے اُتار کر لوگوں کے دلوں میں بسائیں گے۔ اس میں خلافت احمدیہ کے خلفاء کی طرف اشارہ ہے جن میں سے تین متبرک ہستیاں یہ کام نہایت کامیابی سے سرانجام دے چکی ہیں اور ان ابنائے فارس میں سے چوتھی ہستی اور خلافتِ خامسہ کے پانچویں مظہر نہایت کامیابی سے گمشدہ ایمان کو ہمارے دلوں میں اُجاگر کر رہے ہیں اور ایمان باللہ، ایمان بالرسولؐ کی خوشبو سے ہمیں معطر کر رہے ہیں۔

خوشا کہ ہے نورِ پایا ہم نے اس مہتاب سے  
اپنے سینے ہیں فروزاں اس کی آب و تاب سے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

”مَا كَانَتِ النَّبُوَّةُ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ“

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 119)

کہ کوئی نبوت ایسی نہیں جس کے بعد خلافت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ نور کی آیت نمبر 56 میں فرماتا ہے۔

”اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔“

گویا خلیفہ خدا بناتا ہے خواہ یہ انتخاب مومنوں کی جماعت کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کروائے۔ دراصل وہ انتخاب مومنین سے اللہ تعالیٰ کرواتا ہے۔ تو جو انتخاب مومنین کریں وہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید اس وجود کے ساتھ ہوتی ہے۔ پھر خلیفہ کی ذات کو ایک امتیاز دیا جاتا ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہو تا بلکہ مومنین کی دعاؤں کی قبولیت بھی خلیفہ وقت کی اطاعت کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی خلافت میں گواگلے خلیفہ کا نام تو طے نہیں پاتا لیکن چونکہ یہ متاعِ آسمانی ہے اس لیے آسمان پر اس کی تیاری ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ انتخاب کمیٹی کے اراکین کو خدا تعالیٰ کنٹرول کر رہا ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ہو اُس کے حق میں اللہ تعالیٰ ہاتھ کھڑا کر دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اُس کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت خلافت کے ساتھ یا خلیفۃ المسیح سے ہوتی ہے تو ہمیں بھی خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہنا چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِينَ“

(ترمذی کتاب العلم)

کہ اے مسلمانو! تم پر میری اور میرے خلفاء کی پیروی لازمی ہے جو مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہے اور جن کی روشنی سے مومن رہنمائی پاتے ہیں۔

پھر خلافت سے قریبی تعلق اور خلیفۃ المسیح کی اطاعت کو حرزِ جان بنانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لے اگرچہ تیرا جسم نوج دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جاوے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22916)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

سامعین! آج کی تقریر میں میں اگر ایک لطیف مثال اطاعت اور خلافت سے تعلق کے حوالے سے نہ دوں تو خلافت کو بطور ”متاعِ آسمانی“ سمجھنے کا حق ادا نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ: 18)

کہ اونٹوں کی خلقت پر غور کرتے رہیں۔

اُس کے اندر اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ جب اکٹھے چل رہے ہوں تو قطار میں چلتے ہیں اور کوئی اونٹ اپنے سے اگلے اونٹ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مزید وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَبَلِ الْأَنْفِ حَيْثُمَا انْقَادَ

(حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 638)

کہ مومن کی مثال تکمیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اُسے لے جاؤ وہ اُدھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے ویسے تو اطاعت اور فرمانبرداری کے حوالے سے بہت سے جانوروں کی مثال دی جاسکتی ہے۔ چونکہ اونٹ عرب کے صحرا کا جانور تھا جو بڑا فائدہ مند تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال دی ہے۔ اس کے دیگر فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اکیلا تو چلتا ہی ہے لیکن اکثر سواریاں لے کر چلتا ہے۔ مال برداری بھی کرتا ہے۔ ایک مومن کو بھی چاہیے کہ وہ اکیلا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرے ضرور مگر اپنے ساتھ اپنے اہل خاندان، عزیز واقارب اور دوستوں کو ساتھ لے کر چلے۔ پھر دوسری خوبی یہ ہے کہ اونٹ میلوں میل چلتا چلا جاتا ہے۔ بغیر پانی کے، بغیر غذا کے۔ ایک مومن کو بھی بغیر تھکن کے اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کو جاری رکھنا چاہیے۔ پھر وہ اپنی غذا کو لمبے عرصے کے لیے اپنے اندر جمع کر لیتا ہے کہتے ہیں کہ کوہان میں پانی ذخیرہ کرتا ہے۔ بعض لکھتے ہیں کہ کوہان میں جمع چربی اس کے لیے غذا اور پانی کے کام آتی ہے۔ الغرض جو بھی ہو وہ بڑے صبر اور استقامت سے اطاعت کرتا ہوا چلتا چلا جاتا ہے۔ بعینہ ایک مومن کو اس کے تتبع میں روحانی غذا کی Storage کے ساتھ مسلسل روحانی میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا چاہیے۔

خلافت ایک حصار ہے۔ صاحب ایمان لوگوں کے پختہ ایمان اور اعمالِ صالحہ اس حصار کے لیے مضبوطی کا باعث بنتے ہیں۔ جس پر خدا کے فضل پانی کی اُس آبشار کی طرح مسلسل نازل ہوتے ہیں جو بلند یوں سے اُتر ویران اور اُداس وادیوں کو سیراب کر جاتی ہے۔

سامعین! نبی کی وفات کے بعد نظامِ خلافت کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَآ غَلْبَانَ اَنَا وَرُسُلِي (المجادلہ: 22) کہ خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور انبیاء کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلا نا چاہتے ہیں اس کی تخریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو ظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر نامتتام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

فرمایا:

”صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں، تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے، مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا، کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا..... ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا۔ اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيحُ الَّذِي لَا يُضَامُ وَقْتُهُ“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 229-230)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”جو ان (خلفاء) کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔“

(الفضل 17 ستمبر 1913ء)

وہ لوگ جو خلافت کے منکر ہیں وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر موجود ہیں اور قریب ہے وہ اس میں گر جائیں یا گرا دیئے جائیں۔ آیت استخلاف میں جس خوف کا ذکر ہے اس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے یہی گڑھا قرار دیا ہے جس میں آگ بھڑک رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے۔ قہر الہی کی آگ ہے۔ بدامنی، قتل و غارت اور لڑائی جھگڑے کی آگ ہے۔ جبکہ اس کے بالمقابل خلافت ہی وہ حصار ہے جس کی فضیلتیں خوف و ہراس اور ڈر کی دسترس سے بلند تر ہیں۔ وہ خوف خواہ منافقت کا خوف ہو، دشمنی اور عداوت کا خوف ہو اور خواہ وہ جنگ و جدل کا خوف ہو اور ہم روزانہ ہی اس بات کے گواہ قرار پاتے ہیں کہ جس بڑی سے بڑی

طاقت یا حکومت یا کسی تنظیم نے خلافت سے ٹکری ہے۔ جو بھی خلافت حقہ سے ٹکرایا وہ پاش پاش ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ اگر دینا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلافت کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی اور آئندہ بھی اسی کے ذریعہ ترقی کرے گا۔“

(درس القرآن صفحہ 72 مطبوعہ 1921ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو! ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے بھی جو آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعویٰ کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ اکتوبر 1946ء مطبوعہ الفضل 15/ نومبر 1946ء صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سارا عالم اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھادے، وہ نہیں بنا سکتے، کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے“

(الفضل انٹرنیشنل، 12/ اپریل 1993ء)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”احمدیت نے دنیا کو محض نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے ہی از سر نو وہ اسلام نہیں دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا بلکہ وہ نظام بھی عطا کیا جو اس آسمانی پانی کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور دنیا کے کونے کونے تک اس کی ترسیل کا انتظام کرتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جسے اسلامی اصطلاح میں ”نظام خلافت“ کہا جاتا ہے جس کے بغیر دینی اقدار کی مکاحقہ حفاظت ناممکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سے آج تک کی اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ نظام خلافت کا ہاتھ سے جاتا رہنا ہے۔ یہ صرف اسلام کا المیہ ہی نہیں بلکہ فی الحقیقت اسے چودہ سو سال میں تمام بنی نوع انسان کا سب سے بڑا المیہ کہنا چاہئے کیونکہ دنیا کی اکثریت کی اسلام سے محرومی کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی نظام خلافت کی برکات سے محروم ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مارچ 1988ء)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کے حوالہ سے فرمایا:

”ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اسلام کی تاریخ میں مختلف ادوار میں آنے والے مسلمان سربراہان حکومت اپنے آپ کو خلفاء کہلاتے رہے۔ یہ بتاتے رہے کہ ان کا مقام خلیفہ کا مقام ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جو پہلے چار خلفاء ہیں ان کو ہی خلفائے راشدین کا مقام دیتی ہے۔ انہی کا دور خلافت راشدہ کا دور کہلاتا ہے۔ یعنی وہ دور جو ہدایت یافتہ اور ہدایت پھیلانے والا دور تھا جو اپنے نظام کو اس طرح چلاتے رہے جس طرح انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چلاتے دیکھا۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق اس نظام کو چلایا۔ خاندانی بادشاہت نہیں رہی بلکہ مومنین کی جماعت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رداء انہیں پہنائی۔ لیکن ان کے علاوہ باقی خلفاء خاندانی بادشاہت کو ہی قائم رکھتے رہے اور حرف بہ حرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جب پہلی دو باتوں میں یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی تو جو آخری بات آپ نے بیان فرمائی اس میں بھی ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول نے ہی پورا ہونا تھا کہ اس دنیا داری اور مسلمانوں کے بگڑے ہوئے حالات کو دیکھ کر وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت قائم رہنے والی شریعت کے

ساتھ بھیجا تھا اس کا رحم جوش مارتا اور خلافت علی منہاج نبوت کو دنیا میں دوبارہ قائم فرماتا۔ اور ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کے مطابق اپنے رحم کو جوش دلایا۔

اس کا رحم جوش میں آیا اور ہمارے آقا و مولیٰ کی بات کو پورا فرماتے ہوئے مسیح موعود اور مہدی معبود کے ذریعہ خلافت علی منہاج نبوت کو قائم فرمایا۔ آپ کو جہاں امتی نبی ہونے کا مقام عطا فرمایا وہاں خاتم الخلفاء کے مقام سے بھی نوازا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ خلافت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور خاتم الخلفاء کے ذریعہ سے ہی جاری ہونا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشخبری سے حصہ پانے والوں میں شامل ہیں جو آپ نے خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کی ہمیں عطا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ جمعہ کی آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَأَيِّدَنَّكَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ** (الجمعة: 4) کی وضاحت میں جن بعد میں آنے والوں کو پہلوں سے ملایا تھا ان میں ہم شامل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جس پیارے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایمان ثرینا سے زمین پر لے کر آئے گا۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ باب قولہ **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ** 4897) ہمیں اس کے ماننے والوں میں شامل فرمایا۔

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 329 خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ مئی 2015ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ مسیح موعود کے بعد دائمی خلافت کا سلسلہ بھی قائم رہنا ہے تو ہمیں اس سے فیض اٹھانے کے لئے خیر القرون کے زمانے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں وہ روح پھونکنی ہوگی اور پھونکتے رہنا چاہئے کہ ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اگر یہ نہیں ہو گا پھر ہم اُس عمدہ زمانے کی خواہش رکھنے والے نہیں ہوں گے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے، بلکہ اندھیرے دور میں پھر ڈوبتے چلے جائیں گے۔ پس اس کے لئے کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔“

(خطبات مسرور، جلد 10 صفحہ 399، خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ جون 2012ء)

سامعین! آج ہمارا کام ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ چمٹ جائے۔ اس کی قدر کریں۔ یہ انعام خلافت کوئی معمولی نہیں ہے۔ پھر ہم نے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں کہ خلافت کے ساتھ ٹکر لینے والے کو خدا تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا اور خلافت احمدیہ ترقی چلی جا رہی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو تمام دنیا پر پھیلا یا جا رہا ہے۔ اب اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ اس اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم خلافت کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور خلافت کے دست بازو بنے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے بابرکت نظام سے ہمیشہ منسلک رکھے اور ہماری نسلیں اس نظام کا حصہ بنتی چلی جائیں۔ آمین

(کمپوزرڈ: تمثیل احمد)

